سوال

(96) نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز میں درود کے وجوب کے قائلین کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: کیف نقول اذا صلینا علیک فی صلوتنا فقال قولوا الحدیث اخرجہ ابن حبان والحاکم وابن خزیمہ والدار قطنی ہم کہتے ہیں کہ کسی چیز کی کیفیت کی تعلیم اوراس کا امر کیف کا امر نہیں ہے تاکہ ہم صرف وجوب کے ساتھ اس کو مقید کریں اور یہ معنی لغۃ شرعاً اور عرفاً مشہور ہے اور یہ محاورہ سنت رسول میں بکثرت وارد ہوا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسؤل عنہا کی کیفیت ہی نماز کے درود کی کیفیت ہے کہ اس کا حکم اور تعلیم واقع ہوئی ہے۔ اور وجوب کا بیان ہے مجمل۔ چوں کہ صلوا علیہ کے مجمل ہونے کو اصول مانع ہے اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ وجوب کا بیان مجمل ہے تو طبری نے اس پر اجماع کی حکایت کی ہے۔ اس صورت میں مجمل مندوب کا بیان ہوگا نہ کہ مجمل واجب کا اور اگر ہم واجب تسلیم کرلیں تو پھر بھی ایک بار بالفعل اس عہدہ سے خروج حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتب اصول سے واضح ہے پس تکرار کہاں ہے۔ چلو یہ بھی تسلیم کرلیتے ہیں کہ تکرار بھی موجود ہے (مگر اس زیادتی میں اقیموا الصلوٰۃ اور صلوا کما رأیتمونی اصلی کے بیان پر زیادتی نہیں ہے، مگر وہ زیادہ سے زیادہ اقیموا الصلوٰۃ اور صلوا کما رأیتمونی اصلی کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے بیان ہے۔ نیز وہ امر جو حدیث سیٔ صلوٰۃ میں نہ ہو واجب نہیں ہو سکتا، یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور اگر بالفرض ہو بھی تو مسئلہ متنازعہ فیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ سوال تشہد میں درود پڑھنے کا ہے۔ کسی حدیث میں خصوصیت سے تشہد میں درود پڑھنے کا ذکر نہیں مطلق نماز ہے۔ سوال تشہد میں درود پڑھنے کا ہے۔ کسی حدیث میں خصوصیت سے تشہد میں درود پڑھنے کا ذکر نہیں مطظلق نماز میں ہے اور اس میں تنازعہ نہیں۔ اگر اس حدیث سے استدلال کریں کہ ''البخیل من ذکرت عندہ فلم یصلی علی۔ اخرجہ الترمذی تو یہ دلیل ناممکن ہے۔ اگر یہ تسلم کرلیں کہ بخل صرف ترک واجبات ہی کا نام ہے تو پھر یہ استدلال درست ہو سکتا ہے لیکن واضح ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ اہل لغت اہل شرع اور اہل عرف اس کا اطلاق غیر واجب پر کرتے ہیں، یہ کہنا بھی درست نہیں کہ مسند الیہ معروف بالام ہے اس لیے حصر کا معنی ہوگا۔ اس لیے یہ اسناد ہے نہ اکثری۔ اسی لیے صاحب تلخیص ایسی عبارت لائے ہیں جو تقلیل پر دال ہے وہ فرماتے ہیں الثانی قد یفید قصی الجنس مگر ہم یہ بھی تسلیم کرلیں تو اگر بخیل کے حقیقی معنی مراد لیے جائیں تو وہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو مروت سے متعلق امور میں بخل کرے۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد3ص233

محدث فتویٰ